ارمغان حجاز کی ایک رباعی

''سرور'' یا ''سرود''

غلام رسول مہر

حضرت علامہ اقبال مرحوم و مغفور کی آخری تصنیف ''ارمغان حجاز'' کے صفحہ ۱۴ پر ایک رباعی (یا شعر گوئی کی مسلمہ اصطلاح کے مطابق ایک قطعہ) یوں درج ہے :

سرور رفتہ باز آید کہ ناید نسیمے از حجاز آید کہ ناید
سرآمد روزگار این فقیرے دگر دانائے راز آید کہ ناید

یہ رباعی میں نے پہلی مرتبہ راجا حسن اختر مرحوم کی زبان سے اس روز سنی تھی ، جس روز حضرت علامہ مرحوم رہگرائے عالم بقا ہوئے تھے اور اس وقت ان کی میت کو غسل بھی نہیں دیا گیا تھا ۔ میں ، راجا صاحب اور بعض اور اصحاب ''جاوید منزل'' کے ایک کمرے میں بیٹھے تھے ۔ حضرت کا انتقال چھ بجے صبح کے قریب ہوا تھا اور راجا حسن اختر اس سے ڈیڑھ دو گھنٹے پیشتر کی کیفیت سنا رہے تھے ۔ انھوں نے کہا کہ میں پھرتے پھراتے آیا اور باہر کے کمرے میں پڑی ہوئی چارپائی پر سو گیا ۔ علی بخش نے مجھے جگایا اور کہا کہ ڈاکٹر صاحب (علی بخش ہمیشہ مرحوم کو ''ڈاکٹر صاحب'' یا ''شیخ صاحب'' ہی کہا کرتا تھا) یاد کر رہے ہیں ۔ میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ حکیم قرشی صاحب کو بلا لائیے ۔ راجا صاحب کہتے تھے ، میں نے عرض کیا کہ قرشی صاحب رات کے بارہ بجے گھر گئے ہیں ، ذرا صبح ہو جائے تو میں بلا لاؤں گا ۔ فرمایا : ''رات جس تکلیف میں گزری ہے ، اس کی کیفیت بیان کرنا مشکل ہے'' ۔

یہ سنتے ہی راجا صاحب جانے کے لیے تیار ہو گئے ۔ اس وقت حضرت نے یہ رباعی سنائی ۔ اس میں ''سرود رفتہ'' ہی پڑھا تھا کیوں کہ حضرت کی زبان مبارک سے یہی سنا تھا ۔ پھر یہ رباعی اس زمانے (اپریل ۱۹۳۸ یا بعد) کے جرائد و رسائل میں شائع ہوئی ۔ سب نے ''سرود'' ہی چھاپا بلکہ اس کی تضمین

بھی کی گئی ۔ ''سرور'' کہیں نہ دیکھا ۔

''ارمغان حجاز'' زیر طبع تھی تو ایک روز چودھری محمد حسین مرحوم و مغفور نے مجھ سے ذکر کیا کہ ''سرور'' ہونا چاہیے یا ''سرود'' ۔ میں نے کہا کہ زیادہ موزوں ''سرود'' ہی معلوم ہوتا ہے نہ کہ ''سرور'' ۔ غالباً میں نے کچھ حوالے بھی دیے تھے ، جن کی صحیح کیفیت اس وقت یاد نہیں آتی ۔ چودھری صاحب کی گفتگو سے یہ بھی مترشح ہوتا تھا کہ انہیں تحریر شدہ رباعی دیکھ کر اشتباہ ہوا ، تاہم مجھے یقین تھا کہ ''ارمغان'' میں ''سرود'' ہی چھپا ہے ۔

گزشتہ تیس سال میں ''ارمغان حجاز'' خدا جانے کتنی مرتبہ پڑھی ۔ یہ رباعی یا دوسری رباعیاں ، جو یاد تھیں ، آئیں تو کتاب دیکھے بغیر ہی پڑھ کر آگے نکل جاتا ۔ کبھی غور سے نہ دیکھا کہ کیا چھپا ہے ۔

کئی احباب نے ذکر کیا کہ ''ارمغان'' میں ''سرور'' چھپا ہے ۔ میں بتاتا رہا کہ یہ غلط ہے لیکن خود غلطی پر متنبہ نہ ہوا ۔

پچھلے دنوں ''ارمغان'' کی کاپیاں پڑھنے کا اتفاق ہوا ۔ تو اس میں ''سرور'' دیکھ کر میں نے کتاب کا پہلا ایڈیشن نکالا اور دیکھا تو اس میں ''سرود'' ہی تھا ۔ میں نے عزیز مکرم ڈاکٹر جاوید اقبال سے بھی ذکر کیا ، لیکن ان کا تاثر بھی بظاہر یہی تھا کہ پہلے ایڈیشن میں ''سرور'' ''سرود'' ہی ہے ۔

سب سے پہلے یہ رباعی راجا حسن اختر مرحوم نے حضرت کی زبان مبارک سے سن کر سنائی تھی تو ''سرود'' ہی سنایا نہ کہ ''سرور'' اورر اجا صاحب ''سرود'' و ''سرور'' میں امتیاز کی صلاحیت سے بوجہ اتم بہرہ مند تھے ۔ پھر ''سرور'' اصل رباعی میں معنویت کے ان تمام پہلوؤں پر حاوی نہیں ہو سکتا تھا ، جو بظاہر حضرت علامہ کے پیش نظر ہو سکتے تھے ۔ اس میں صحیح ''سرود'' ہی تھا نیز لکھتے وقت ''ر'' اور ''د'' میں اشتباہ غیر اغلب نہ تھا اور غالباً دوسری رباعیوں کی طرح یہ رباعی بھی حضرت مرحوم نے اپنے دست مبارک سے نہیں لکھی تھی ، کسی سے لکھوائی تھی ۔ یہ معلوم نہیں کس سے ؟ نہیں کہا جا سکتا کہ ان صاحب نے ایک ایک لفظ ٹھیک ٹھیک سنا اور ٹھیک ٹھیک لکھا یا تحریر میں ''د'' اور ''ر'' کا فرق واضح طور پر ملحوظ رکھا ۔

ایک قدم اور آگے بڑھائیے ۔ یہ موقعہ اور محل ''سرود'' کا تھا ، جس سے مقصود احیاء ملت و احیاء اسلامیت کی دعوت تھی ، ''سرور'' کا نہ تھا ، جس کا تعلق انسان کی داخلی اور اندرونی کیفیت سے ہے اور اسے بعید سی توجیہات کے بعد بھی ''دعوت'' کا لباس نہیں پہنایا جا سکتا ۔

حضرت علامہ نے ''سرود''، ''نوا''، ''بانگ''، ''بانگ درا'' دعوت کے لیے جابجا استعمال کیے ہیں بلکہ ''سرود رفتہ'' اور ''نواہاے رفتہ'' کی مثالیں بھی ملتی ہیں ۔ ملاحظہ فرمائیے :

چھیڑو ''سرود'' ایسا جاگ اٹھیں سونے والے
رہبر ہے قافلوں کو تاب جبیں تمھاری

چاک اس بلبل تنہا کی ''نوا'' سے دل ہوں
جاگنے والے اسی ''بانگ درا'' سے دل ہوں

عجمی خم ہے تو کیا مے تو حجازی ہے مری
نغمہ ہندی ہے تو کیا ''لے'' تو حجازی ہے مری

کیوں چمن میں بے صدا مثل رم شبنم ہے تو
لب کشا ہو جا ''سرود'' بربط عالم ہے تو

قافلہ ہو نہ سکے گا کبھی ویراں تیرا
غیر یک بانگ درا کچھ نہیں ساماں تیرا
گوش آواز ''سرود رفتہ'' کا جویا تیرا
درد دل ہنگامہ حاضر سے بے پروا تیرا

بانگ درا ص ۲۰۶

تیرے ''سرود رفتہ'' کے نغمے علوم نو
تہذیب تیرے قافلہ ہاے کہن کی گرد

(بانگ درا ص ۲۴۸)

غزل سرای و ''نواہاے رفتہ'' باز آور
بہ این فسردہ دلاں حرف دل‌نواز آور

سمجھ میں نہیں آتا کہ ان بدیہی حقائق کے ہوتے ہوئے ''سرور رفتہ'' کو کیوں ترجیح دی گئی ، حالانکہ خاص اس مقام پر سرور رفتہ کی موزونیت ہی نہیں جواز کا معاملہ بھی محل نظر ہے ۔

سب سے آخر میں یہ کہ یہ باب حضور حق کی بائیسویں رباعی ہے اور تئیسویں رباعی جو اس کے بعد آتی ہے اس کے مضمون کا تکملہ ہے یعنی جو کچھ حضرت

مرحوم کہنا چاہتے تھے ، اس کی ابتدا بائیسویں رباعی سے ہوئی اور تئیسویں رباعی میں اسے پورا کیا ۔ وہ رباعی ملاحظہ فرمائیے :

اگر می آید آں دانائے رازے بدہ او را نوائے دل گدازے
ضمیر امتاں را می کند پاک کلیمے یا حکیمے نے نوازے

آپ سوچیں کہ جب تک پہلی رباعی میں ''سرود'' نہ پڑھیں گے ''نوائے دل گدازے'' اور کلیمے نے نوازے کے لیے کس طرح اور کیوں کر گنجائش پیدا کریں گے ؟ یہ دونوں ٹکڑے ''سرور'' پڑھنے سے تو سراسر غیر موزوں اور بے محل ٹھہراں گے ۔

گویا حضرت مرحوم کہنا یہ چاہتے تھے کہ میرا دور تو اختتام کو پہنچ گیا ۔ اب معلوم نہیں کوئی دانائے راز آتا ہے یا نہیں ۔ ''سرود رفتہ'' دوبارہ سنائی دیتا ہے یا نہیں دیتا ۔ پھر فرماتے ہیں اگر کوئی اور دانائے راز آئے تو اے باری تعالیٰ تو اپنی رحمت سے اسے دل گداز نوا عطا کر ۔ کیوں کہ امتوں کے ضمیر کو آلائشوں سے پاک کرنے کا کام یا تو کسی کلیم اللہ کے ہاتھوں انجام پا سکتا ہے یا کسی ایسے حکیم کے ہاتھوں جو نے نواز ہو ۔

آخر دوسری رباعی کو پہلی سے متعلق رکھنے کی صورت اس کے سوا کیا ہے کہ ''سرور'' کی جگہ ''سرود'' رکھا جائے اور یقیناً حضرت علامہ نے ''سرود'' ہی لکھا تھا ۔ مگر وہ غلط فہمی کی بنا پر ''سرور'' بن گیا ۔

غرض گزارش یہ ہے کہ ''سرور رفتہ'' وہاں کسی بھی اعتبار سے موزوں نہیں ، خدا جانے یہ کس طرح راستہ پا کر وہاں پہنچ گیا ۔ جن جن اصحاب نے مختلف اوقات میں مجھ سے سرور کا ذکر کیا ، میں یہی کہتا رہا کہ ہاں بالکل نامناسب و غیرموزوں ہے بلکہ خاص اس مقام پر ''سرور'' کو بے معنی قرار دینے میں بھی تامل نہ ہونا چاہیے کیوں کہ اس کی وجہ سے نہ اس رباعی کی معنویت حقیقتہً جلوہ گر ہو سکتی ہے اور نہ اگلی رباعی سے اس کا رشتہ و واسطہ قائم ہو سکتا ہے ۔ یہاں ''سرود رفتہ'' تھا اور وہی رہنا چاہیے ۔

امید ہے کہ ارباب فکر و نظر اس عاجزانہ گزارش پر خاص توجہ مبذول فرمائیں گے تاکہ غلطی کی اصلاح ہو جائے اور ''سرور'' کی جگہ ''سرود'' کو دے دی جائے جو اس جگہ کا حقدار ہے ۔